محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون من الانصار

(۳)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ اور نسب

حضرت اسعد بن زرارہ یثرب کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ان کے دادا کا نام عدس بن عبید تھا۔ نجار بن ثعلبہ ان کے ساتویں اور بانی قبیلہ خزرج بن حارثہ دسویں جد تھے۔ ان کی والدہ فریعہ (سعاد: ابن سعد) بنت رافع حارث بن خزرج کی اولاد تھیں۔ حضرت سعد بن زرارہ، حضرت اسعد کے بھائی، حضرت زغیبہ بنت زرارہ ان کی بہن اور حضرت سلیط بن قیس بھانجے تھے۔ حضرت اسعد بن زرارہ اپنی کنیت ابو امامہ سے مشہور ہیں۔انھوں نے اپنی تین سالہ مختصر اسلامی زندگی میں بیعت و نصرت کے بڑے جلیل القدر اعمال سرانجام دیے، اسی لیے انھیں اسعد الخیر کا لقب عطا ہوا۔ انھیں نقیب بنو نجار بھی کہا جاتا ہے۔

توحید سے رغبت اور اسلام کی طرف سبقت

حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت ابو الہیثم بن تیہان بعثت نبوی سے قبل اپنی فطرت سلیمہ کے اقتضا سے

توحید کے قائل تھے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات سے پہلے حضرت اسعد بن زرارہ شام کے سفر پر گئے۔ واپسی پر انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پکار رہا ہے: ابوامامہ، مکہ میں ایک نبی آنے والا ہے، اس کی پیروی کرنا۔ اس کی نشانی یہ ہو گی کہ تم ایک سفر پر جاؤ گے جہاں تمھارے ہم سفر وبا کا شکار ہو کر چل بسیں گے، صرف تم اور تمھارا ایک دوست جو طاعون کا شکار ہو چکا ہو گا، بچ جاؤ گے، ایسا ہی ہوا (الطبقات ابن سعد ج ۱، ذكر علامات النبوة في رسول الله)۔

حضرت اسعد بن زرارہ انصار کے السابقون الاولون کے سرخیل تھے، وہ یثرب کے پہلے شخص تھے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ اوس و خزرج کی کشمکش عروج پر تھی جب وہ اور حضرت ذکوان بن عبد قیس اس سلسلے میں عتبہ بن ربیعہ سے ملنے مکہ گئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا تو آپ سے ملنے چلے آئے۔ آپ نے انھیں ایمان لانے کی دعوت دی اور قرآن مجید سنایا تو دونوں فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئے اور عتبہ سے ملے بغیر یثرب واپس چلے گئے۔ یہ یثرب سے تعلق رکھنے والے پہلے اہل ایمان تھے۔ حضرت اسعد نے اپنے دوست حضرت ابوالہیثم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی خبر دی اور اپنے اسلام کے بارے میں بتایا تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اس طرح اپنی قوم میں حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت ابوالہیثم بن تیہان کو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور انھوں ہی نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا (مستدرک حاکم، رقم ۵۲۴۹)۔

دوسری روایت کے مطابق حضرت رافع بن مالک زرقی اور حضرت معاذ بن عفراء حضرت اسعد کے مسلمان ہونے سے پہلے یثرب سے عمرہ کرنے مکہ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام قبول کیا۔ ان کی بنائی ہوئی مسجد بنوزریق پہلی مسجد تھی جس میں قرآن سنایا گیا۔

۱۱ر نبوی کی بیعت

۱۱ر نبوی (جولائی ۶۲۰ء) کے موسم حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب سابق حج کے لیے آنے والے قبائل کو دعوت دین دینے کے لیے منیٰ تشریف لائے۔ آپ کی ملاقات یثرب کے قبیلہ بنو خزرج کے کچھ افراد سے ہوئی جو اپنے سر منڈا رہے تھے۔ آپ نے انھیں بٹھا کر قرآن مجید سنایا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اوس و خزرج قبائل بت پرست تھے، مگر انھوں نے اپنے ہم سایہ یہودیوں سے سن رکھا تھا کہ نبی آخر الزمان کا ظہور ہونے والا ہے۔ کلام الٰہی سن کر وہ بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہودی جن خاتم النبیین سے ہمیں ڈرایا

کرتے ہیں، یقیناً یہی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے پہلے اسلام قبول کر لیں۔ وہ سب ایمان لے آئے اور امید ظاہر کی کہ اگر یثرب کی ساری قومیں —— اوس اور خزرج —— آپ کی دعوت قبول کر لیں تو ان کی باہمی دشمنیاں ختم ہو جائیں گی۔ لہٰذا آپ سے زیادہ معزز کوئی نہ ہو گا۔ ان چھ خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں: حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت عوف بن عفراء، حضرت رافع بن مالک، حضرت قطبہ بن عامر، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت جابر بن عبد اللہ بن رئاب۔ یثرب جا کر انھوں نے اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

ابن اثیر نے سات بیعت کنندگان کا شمار کیا ہے، جب کہ زہری اور عروہ بن زبیر نے ان السابقون الاولون من الانصار کی تعداد آٹھ بتائی ہے۔ ابن سعد نے چھ اصحاب والی روایت کو زیادہ قوی اور اجماع کا حامل قرار دیا ہے۔

بیعت عقبۂ اولیٰ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی دس سالہ زندگی شہر مکہ میں علانیہ تبلیغ کرنے کے ساتھ ہر سال حج کے موقع پر عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز کے میلوں میں یہ دعوت دیتے ہوئے گزارے: کون ہے جو مجھے پناہ دے کر میری نصرت کرے گا تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں، بدلے میں اس کو جنت ملے گی۔ آپ کو ایک فرد بھی ایسا نہ ملا جو آپ کی دعوت قبول کر کے آپ کی نصرت کرتا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں: ہم نے آپ کو ٹھکانا دیا اور آپ کی تصدیق کی۔

۱۲/ نبوی (جولائی ۶۲۱ء) کے حج میں عقبہ کے مقام پر خزرج کے جن دس اور اوس کے دو اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی، ان کے نام یہ ہیں: حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت عوف بن عفراء، حضرت معاذ (معوذ: بلاذری، ابن جوزی، ذہبی) بن عفراء، حضرت رافع بن مالک، حضرت ذکوان بن عبد القیس، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت یزید بن ثعلبہ، حضرت عباس بن عبادہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت قطبہ بن عامر، حضرت ابو الہیثم بن تیہان اور حضرت عویم بن ساعدہ۔ ۱۱/ نبوی کی بیعت میں حصہ لینے والے چھ انصار میں سے پانچ اس بیعت میں بھی شامل تھے۔ چونکہ ۱۲/ نبوی کے حج میں عقبہ کے مقام پر ہونے والی یہ پہلی بیعت تھی، اس لیے 'بیعت عقبۂ اولیٰ' کہلاتی ہے۔

بیعت کے الفاظ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ، اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ

ٹھیراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنے ہاتھوں پاؤں کے درمیان (اعضاے صنفی) سے متعلق کوئی بہتان نہ تراشو گے اور معروف میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔ تم میں سے جو عہد پورا کرے گا، اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو گا اور جس نے ان میں سے کوئی عہد شکنی کی اور اللہ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا فیصلہ اللہ کرے گا، چاہے سزا دے، چاہے معاف کر دے (بخاری، رقم ۳۸۹۳۔ مسلم، رقم ۴۴۸۱۔ احمد، رقم ۲۲۷۵۴۔ مسند شاشی، رقم ۱۱۵۰)۔

عقبہ کی بیعت اولیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش تھی کہ اسلام میں داخل ہونے والے ہر نئے مومن کا ایمان کامل ہو جائے، اخلاق حسنہ سے مزین ہو اور کبائر سے دور ہو جائے۔ اسے 'بیعت النساء' کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ جنگ فرض ہونے سے پہلے لی گئی اور اس کے الفاظ اس بیعت سے ملتے ہیں جو بعد میں صلح حدیبیہ کے موقع پر اللہ کے حکم پر عورتوں سے لی گئی (الممتحنہ ۶۰: ۱۲)۔

مدینہ واپسی اور تبلیغ دین

اصحاب بیعت عقبۂ اولیٰ نے مدینہ لوٹ کر اسلام کی خوب نشر و اشاعت کی۔ پھر حضرت معاذ بن عفراء اور حضرت رافع بن مالک یہ درخواست لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے کہ قرآن پڑھانے کے لیے کسی کو ہمارے ساتھ بھیجیں۔ آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کا انتخاب کیا اور انھیں حکم دیا کہ اسلام کی طرف لپکنے والے اہل یثرب کو قرآن سکھائیں، شرائع اسلام کی تعلیم دینے کے ساتھ ان میں دین کی سوجھ بوجھ (تفقہ) پیدا کر دیں۔ حضرت مصعب حضرت اسعد بن زرارہ کے مہمان ہوئے۔ وہ انصار کے گھروں اور قبائل میں جاتے، ان کی کوششوں سے خزرج کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسول پاک کا ذکر نہ پہنچا ہو، انھیں قاری (قرآن پڑھنے والا) اور مقری (قرآن پڑھانے والا) کہا جانے لگا۔ ان کی دعوت کے نتیجے میں اوس کے سرداروں —— اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ —— نے اسلام قبول کیا۔ حضرت مصعب، حضرت اسعد بن زرارہ کے گھر میں مقیم رہے، لیکن جب بنو نجار کی مخالفت بڑھ گئی تو وہ حضرت سعد بن معاذ کے ہاں منتقل ہو کر اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر باقی نہ بچا جس میں چند مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہو چکی ہوں (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۷۲۳۸)۔ واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب کو تعلیم القرآن اور حضرت اسعد کو امامت کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔

نماز جمعہ کی ابتدا

تاریخ اسلامی میں پہلا جمعہ کب پڑھا گیا؟ اس باب میں مختلف روایات ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو قرآن سکھانے کے لیے حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا تو انھوں نے آپ سے جمعہ پڑھانے کی اجازت لی، حالاں کہ تب کوئی امیر نہ تھا (مصنف عبد الرزاق، رقم ۵۱۴۶)

زہری کی روایت ہے کہ مدینہ پہنچ کر حضرت مصعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر جمعہ پڑھانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دیتے ہوئے حکم نامہ ارسال فرمایا: اس دن کو دیکھ لینا جب یہود اپنا سبت منانے کے لیے بلند آواز میں پکارتے ہیں۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد دو رکعتیں پڑھا کر اللہ کا قرب حاصل کرو اور حاضرین کو خطبہ بھی دو۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر نے حضرت سعد بن خیثمہ کے گھر میں بارہ اصحاب کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ان کے لیے ایک بکری بھی ذبح کی (الطبقات الکبریٰ، رقم ۳۵)۔

ابن سیرین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے قبل انصار نے باہم مشورہ کیا کہ یہودیوں کا ایک خاص دن ہے جس میں وہ ہر سات روز کے بعد اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ کا بھی ایک سات روزہ مقررہ دن ہے۔ چلو ہم بھی ایک یوم متعین کر لیتے ہیں جس میں جمع ہو کر اللہ کا ذکر کریں، نماز پڑھیں اور اس کا شکر ادا کریں۔ انھوں نے طے کیا کہ ہفتے (سبت) کے دن یہودی زبور پڑھتے ہیں، اتوار نصاریٰ کا ہوا تو ہم یوم العروبہ مقرر کر لیتے ہیں۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے اسے یوم الجمعہ کا نام دیا۔ اس روز سب ان کے پاس جمع ہوئے اور انھوں نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد ازاں سب نے مل کر بکری کا گوشت تناول کیا۔ اللہ کا حکم 'يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'، ''اے ایمان والو، جب جمعہ کے دن کی نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو'' (الجمعہ ۶۲: ۹) بعد میں نازل ہوا (مصنف عبد الرزاق، رقم ۵۱۴۴)۔

ابن حجر کہتے ہیں: ابن سیرین کی اس مرسل روایت سے لگتا ہے کہ صحابہ نے جمعہ کا دن اجتہاد سے چنا۔ یہ ماننے میں اس لیے تامل ہوتا ہے کہ جمعہ کا اجتماع شریعت اسلامی کا اہم جزو ہے، شارع کے حکم (بیان) کے بغیر اس کا انعقاد نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب ابن حجر نے یہ دیا کہ یہ ماننے میں کوئی مانع نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے جمعہ کی فرضیت کا حکم مکہ میں مل گیا ہو، تاہم آپ کے لیے وہاں جمعہ ادا کرنا ممکن نہ تھا۔ اس طرح بیان و توفیق سے جمعہ کی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے (فتح الباری: شرح حدیث ۸۷۶)، یعنی انصار کا جمعہ قائم کرنا نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہوا جو آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو ارسال فرمایا تھا۔

تعبدی امور میں اجتہاد نہیں کیا جا سکتا۔ عہد رسالت میں ایسا واقعہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ حضرت براء بن معرور بیعت عقبۂ ثانیہ کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تو راستے میں اپنے ساتھیوں سے کہا: میں کعبہ کی طرف پشت نہیں کرنا چاہتا، میں اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھوں گا۔ ساتھیوں نے کہا: ہمیں تو یہی اطلاع ہے کہ ہمارے نبی شام کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے ہیں۔ ہم آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتے، لیکن حضرت براء نہ مانے۔ مکہ پہنچ کر آپ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: 'قد كنت على قبلة لو صبرت عليها' (تم ایک قبلے پر عمل پیرا تھے۔ اس پر صبر کر لیا ہوتا)۔

ہجرت مدینہ کے بعد آپ تحویل قبلہ کے منتظر رہے۔ بنی اسرائیل کی امامت کا دور اور بیت المقدس کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی، لیکن آپ نے قبلہ کا رخ نہ بدلا، تا آنکہ اللہ کی طرف سے حکم (بیان) نہ آ گیا۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ تحویل قبلہ کے حکم پر مشتمل آیات (البقرہ ۲: ۱۴۴-۱۴۵) شعبان ۲ھ میں دوران نماز میں اس وقت نازل ہوئیں جب آپ حضرت براء بن معرور کے بیٹے حضرت بشر کے گھر دعوت تناول فرما کر ظہر کی نماز پڑھانے مسجد بنو سلمہ (اب مسجد قبلتین) پہنچے۔

ابتداے جمعہ کی ترتیب

ان روایات کی روشنی میں ابتداے جمعہ کی ترتیب یہ بنتی ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں ہفتے کے دنوں کے نام سنیچر سے جمعہ تک علی الترتیب یہ تھے: شبار، اول، اہون، جبار، دبار، مونس اور العروبہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پونے چھ سو سال پہلے آپ کے آٹھویں جد کعب بن لؤی نے یوم العروبہ کو اجتماعی عبادت کے لیے مقرر کیا۔ وہ اس دن لوگوں کو جمع کر کے وعظ و نصیحت پر مشتمل خطبہ دیتے، ایک روایت کے مطابق انھوں نے اسے 'یوم الجمعہ' کا نام دیا۔ پھر یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حضرت مصعب بن عمیر اسلام کے پہلے معلم کی حیثیت سے مدینہ پہنچے تو انھوں نے آپ کے ارشاد اور آپ کی اجازت سے عقبۂ اولیٰ کے بارہ بیعت کنندگان کو حضرت سعد بن خیثمہ کے گھر میں جمعہ پڑھایا (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۵۹۱۲)۔ اس وقت مکہ میں کفار کے غلبہ کی وجہ سے جمعہ قائم کرنا ممکن نہ تھا، اس لیے آپ نے مدینہ میں اس کے قیام کا حکم دیا۔

پھر چالیس انصار نے حضرت اسعد بن زرارہ کی امامت میں بنو بیاضہ کی پتھریلی زمین ہزم النبیت میں

خضمات نامی میدان میں نماز جمعہ ادا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲؍ ربیع الاول ۱۳ نبوی (۲۴؍ ستمبر ۶۲۲ء) پیر کے دن مدینہ تشریف لائے۔ آپ نے چار دن (تمام مورخین) یا بارہ سے چودہ روز (بخاری، رقم ۳۹۰۶) بنو عمرو بن عوف کے ہاں قبا میں قیام فرمایا۔ جمعہ کی صبح آپ وہاں سے نکلے، بنو سالم بن عوف کے ہاں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا۔ یہاں آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور ایک سو اصحاب کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ یہ آپ کا پہلا جمعہ اور مدینہ میں پہلا خطبہ تھا۔ بخاری کی روایت پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر قبا میں بارہ چودہ روز قیام کیا ہوتا تو پہلا جمعہ بھی وہیں پڑھاتے جہاں آپ نے خود مسجد قبا تعمیر کرائی تھی۔

عہد اسلامی کا پہلا جمعہ

صحیح متصل روایات کے مطابق حضرت اسعد بن زرارہ کو یہ سبقت حاصل ہے کہ انھوں نے نماز جمعہ کا آغاز کیا۔ بیعت عقبۂ ثانیہ کے بعد انھوں نے مدینہ میں اسلامی تاریخ کا پہلا جمعہ پڑھایا۔ انھوں نے ہی اس کا انتظام و انصرام کیا۔ مدینہ میں ان کے زیر کفالت بنو مالک بن نجار کے دو یتیموں —— حضرت سہل اور حضرت سہیل —— کی ملکیت ایک کھجوریں سکھانے والا کھلیان یا دالان تھا۔ انھوں نے اس میں جمعہ کا اجتماع منعقد کیا جس میں چالیس کے قریب صحابہ شامل ہوئے۔ دوسری روایات میں بنو بیاضہ کی سنگلاخ زمین ہزم النبیت میں خضمات نامی میدان یا باغ کا ذکر ہے۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے مسلمانوں کے پہلے اجتماع کی خوشی میں ایک بکری بھی ذبح کرائی اور جمعہ میں شریک اہل ایمان کی دعوت کا انتظام کیا۔ پھر حضرت مصعب بن عمیر نے امامت کی ذمہ داری سنبھال لی اور اگلے سال جب وہ انصار کا ایک وفد لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے مکہ گئے، تب بھی حضرت اسعد بن زرارہ کو جمعہ پڑھانے کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔

اصحاب عقبہ میں شامل حضرت کعب بن مالک کی بینائی آخری عمر میں جاتی رہی تھی۔ ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن انھیں نماز جمعہ کے لیے لے کر جاتے۔ حضرت کعب جمعہ کی اذان سنتے ہی حضرت اسعد بن زرارہ کے لیے دعاے مغفرت کیا کرتے۔ بیٹے نے حیران ہو کر پوچھا کہ جمعہ کی اذان کے وقت آپ اسعد بن زرارہ کے لیے خاص طور پر بخشش و رحمت کی دُعا کیوں کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: اسعد ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے قبل نماز جمعہ کا آغاز کیا تھا (ابو داؤد، رقم ۱۰۶۹۔ ابن ماجہ، رقم ۱۰۸۲۔ مستدرک حاکم، رقم ۱۰۳۹۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۵۶۰۵۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۵۵۲۵۔ صحیح ابن حبان،

رقم ۷۰۱۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۶۸۹۶۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۷۲۴)۔

بیعت عقبۂ ثانیہ

۱۳/ نبوی (جون ۶۲۲ء) حج کے موقع پر جمرۂ اولیٰ کی گھاٹی میں انصار نے اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر جو بیعت کی، اسے 'بیعت عقبۂ ثانیہ' کہا جاتا ہے۔ اس اجتماع میں پچھتر افراد مکہ آئے، اس سفر میں حضرت مصعب بن عمیر حضرت اسعد بن زرارہ کے ہم راہ تھے۔ راستے میں انصار نے باہم مشورہ کیا کہ ہم کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے پہاڑوں میں چکر کاٹتے، خوف زدہ رہنے دیں گے۔ ایام تشریق کی درمیانی رات، یعنی ۱۲/ ذی الحجہ کو وہ منیٰ کے جمرۂ عقبہ (جمرۂ اولیٰ) کی گھاٹی میں آپ کے پاس خفیہ طور پر جمع ہوئے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی موجود تھے، اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود آپ کے ساتھ ہم دردی رکھتے تھے۔ ان اصحاب نے آپ کو یثرب منتقل ہونے کی پیش کش کی تو جناب عباس نے کہا: اے اہل یثرب، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دے رہے ہو۔ سن لو کہ وہ اپنے خاندان میں انتہائی معزز اور محترم ہیں۔ جب کبھی دشمنوں نے ان کے خلاف کوئی حرکت کی تو ہم سینہ سپر ہو کر میدان میں آ گئے۔ اب وہ تمھارے پاس جانا چاہتے ہیں۔ سن لو، اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر، ورنہ ابھی سے معذرت کر لو (احمد، رقم ۱۴۴۵۶، ۱۸۷۹۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۷۰۱۲)۔

حضرت اسعد کا ردعمل

جناب عباس کا یہ کہنا حضرت اسعد بن زرارہ پر شاق گزرا۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا جواب دینے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا: بولو، تم پر کوئی ملامت نہیں۔ حضرت اسعد گویا ہوئے کہ یارسول اللہ، ہم نے اپنا دین چھوڑ کر آپ کی پیروی کر لی ہے، آپ کی دعوت پر رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے قطع تعلق کر لیا ہے، اپنی سرداری چھوڑ کر آپ کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ ہم نے آپ کے لائے ہوئے دین پر زبان سے ایمان لانے اور دل کی تصدیق کے بعد یہ قبولیت کی ہے۔ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں پر ہو گا، ہماری جانیں آپ کی جان پر نچھاور ہوں گی، ہم آپ کی ویسے ہی حفاظت کریں گے، جیسے اپنی عورتوں اور بچوں کی کرتے ہیں۔ ہم نے اگر عہد شکنی کی تو یہ اللہ سے بے وفائی ہو گی۔ جناب عباس کی طرف متوجہ ہو کر حضرت اسعد بن زرارہ بولے: آپ ہماری طرف سے مطمئن نہیں اور ہم سے عہد لینا چاہتے ہیں۔ ہم یہ عہد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی سے نہ کریں گے۔ اللہ کے رسول، حکم فرمائیں، جو عہد اپنے لیے اور اپنے رب کے لیے کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت براء بن معرور نے ان کی تائید کرتے ہوئے کہا: ہم سچی وفاداری نبھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی جانیں قربان کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت براء بن عازب نے کہا: ہم اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ جس سے آپ جنگ کریں گے، ہم اس سے جنگ کریں گے اور جس سے آپ صلح کریں گے، ہم اس سے صلح کریں گے۔

حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام کر کہا: رکو، اے اہل یثرب، ہم اونٹوں کے کلیجے گھلا کر اس لیے آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آج آپ کو یہاں سے نکال کر لے جانے سے تمام عربوں کو چھوڑنا پڑے گا، تلواریں تمھیں کاٹ ڈالیں گی، تم صبر کر پاؤ گے تو لے جاؤ، تمھارا اجر اللہ کے ذمہ ہو گا اور اگر تم اپنے اندر کم زوری پاتے ہو تو رہنے دو، اللہ کے ہاں تم معذور مانے جاؤ گے۔ ان کے ساتھی بولے: اسعد، بیٹھ جاؤ، واللہ، ہم اس بیعت سے کبھی پیچھے ہٹیں گے نہ روگردانی کریں گے (احمد، رقم ۱۴۴۵۶۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۴۵۳۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۲۷۴۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۲۵۱)۔

بیعت الحرب

۱۲؍ نبوی کا سال گزرنے کے بعد حالات میں تبدیلی آئی اور اسلامی ریاست کے آثار نظر آنے لگے تو نصرت دین اور اعلاے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد ضروری ہو گیا۔ چنانچہ بیعت عقبۂ ثانیہ میں جہاد اور مملکت اسلامیہ کے دفاع کی شقیں شامل کی گئیں۔ اسی لیے اسے 'بیعت الحرب' کہتے ہیں۔ اس بیعت میں انصار کا کوئی دنیوی فائدہ نہ تھا، یہ خالصتاً اللہ پر ایمان کامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تھی۔ انھیں علم تھا کہ اس سے ان کے جان و مال کو شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔

آپ نے قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمائیں، اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی۔ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سوال کیا: یا رسول اللہ، ہم کس امر پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: مستعدی اور کسل مندی میں سمع و طاعت کی، تنگی اور کشادگی میں انفاق کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی، اس بات کی کہ تم اللہ کی راہ میں اٹھ کھڑے ہو گے، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرو گے، میری نصرت کرو گے، جب میں تمھارے پاس آؤں گا تو میرا دفاع کرو گے، ان معاملات

میں جن میں اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا دفاع کرتے ہو، بدلے میں تمھیں جنت ملے گی (احمد، رقم ۱۴۶۵۳۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۷۳۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۸۲۵۸)۔

صحابہ ایک ایک دو دو کرکے آپ کے پاس آئے۔ بنو عبد الاشہل کہتے ہیں: عقبۂ ثانیہ میں حضرت ابو الہیثم بن تیہان نے سب سے پہلے بیعت کی۔ بنو نجار کا دعویٰ ہے: حضرت اسعد بن زرارہ نے پہلے بیعت کی۔ بنو سلمہ حضرت کعب بن مالک کو اور حضرت کعب بن مالک حضرت براء بن معرور کو پہلے بیعت کرنے والا بتاتے ہیں۔ حضرت براء بن معرور نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھام کر بیعت کی اور کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ ہم یقیناً آپ کا اسی طرح دفاع کریں گے، جس طرح ہر شے میں اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہم، اللہ کی قسم، جنگ کے بیٹے ہیں اور ہتھیار ہمارا کھلونا ہے (صحیح ابن حبان، رقم ۶۲۷۴)۔

نقیبوں کا انتخاب

بیعت مکمل ہو چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بارہ سربراہ منتخب کر لیے جائیں، جو اپنی اپنی قوم کے نقیب ہوں اور اس بیعت کی دفعات کی تنفیذ کے لیے اپنی قوم کی طرف سے وہی ذمہ دار اور مکلف ہوں۔ نو خزرج اور تین اوس سے نقیب منتخب کر لیے گئے۔ ان کے نام یہ ہیں: حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت براء بن معرور، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت منذر بن عمرو، حضرت رافع بن مالک، حضرت سعد بن ربیع، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت اسید بن حضیر، حضرت سعد بن خیثمہ اور حضرت رفاعہ بن عبد المنذر (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۸۲۵۶)۔ بلاذری، ابن عبد البر، ابن اثیر اور ابن ابی شیبہ نے حضرت رفاعہ کے بجاے حضرت ابو الہیثم بن تیہان کو نقیب شمار کیا ہے۔

نقبا کا انتخاب ہو چکا تو سردار اور ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک اور عہد لیا۔ آپ نے فرمایا:

> ’’آپ لوگ اپنی قوم کے جملہ معاملات کے کفیل ہیں۔ جیسے حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے کفیل ہوئے تھے اور میں اپنی قوم، یعنی مسلمانوں کا کفیل ہوں۔ ان سب نے کہا: جی ہاں۔‘‘

نقیب النقبا

حضرت اسعد بن زرارہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلے بنو نجار کا نقیب مقرر فرمایا تھا، وہ نقیبوں میں سب سے کم عمر تھے۔ تاہم روایات میں حضرت جابر بن عبد اللہ کو ان سے بھی کم سن بتایا جاتا ہے۔ آپ نے انصار

کو رخصت کرتے وقت حضرت اسعد بن زرارہ کو تمام نقیبوں کا نگران، نقیب النقبا مقرر فرمایا۔

بیعت ہونے کے بعد صحابہ بکھر گئے تو حضرت سلیط بن عمرو اور حضرت ابوداؤد مازنی (حضرت مالک بن دخشم: بلاذری) پہنچے، انھوں نے حضرت اسعد بن زرارہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بت شکنی

مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت عمارہ بن حزم اور حضرت عوف بن عفراء نے اپنے قبیلے بنو مالک بن نجار کے بت پاش پاش کر دیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں قیام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری پر انصار مدینہ نے بیعت عقبہ میں کیے گئے عہد خوب نبھائے۔ آپ نے قبا میں بنو عمرو بن عوف کے ہاں دو ہفتے قیام کیا، جمعہ کے دن وہاں سے نکلے، مسجد بنو سالم میں جمعہ پڑھایا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بنو سالم، بنو بیاضہ، بنو ساعدہ، بنو حارث، بنو عدی بن نجار کے انصار نے باری باری آپ کو اپنے ہاں ٹھیرنے کی پیش کش کی، لیکن آپ نے فرمایا: میری اونٹنی کو چھوڑ دو، اسے جہاں حکم ہو گا، رک جائے گی۔ قصواء بنو مالک بن نجار میں حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے پاس جہاں اب مسجد نبوی ہے جا کر بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا: یہی میری منزل ہے، چنانچہ آپ نے ان کے گھر چھ ماہ قیام فرمایا۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے یہ سوچ کر کہ میں کسی اور ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر لوں، اونٹنی کی باگ پکڑ لی اور اسے اپنے گھر لے کر گئے۔ چنانچہ اونٹنی کی خدمت کی توفیق انھیں مل گئی۔ حضرت اسعد بن زرارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ اپنے قبیلے کے سردار ہونے کے ساتھ مخیر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خوب صورت پلنگ تحفے میں دیا، جس کے پائے ساگوان کے بنے ہوئے تھے (زاد المعاد، ابن قیم، ج ۱: فصل في ذکر سلاحه واثاثه)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبا کے قیام کے دوران میں روزانہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ہاں تشریف لاتے اور نماز کی امامت فرماتے۔

مہاجرین کی میزبانی

حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد حضرت اسعد بن

زرارہ کے ہاں قیام کیا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت طلحہ حضرت خبیب بن اساف اور حضرت حمزہ حضرت کلثوم بن الہدم کے مہمان ہوئے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے حضرت اسعد بن زرارہ نے اپنے زیر کفالت دو یتیم بھتیجوں (ذہبی) حضرت سہل بن عمرو اور حضرت سہیل بن عمرو کے کھجوریں خشک کرنے والے باڑے یا کھلیان میں مسجد بنائی تھی۔ اس میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پانچوں نمازیں اور جمعہ پڑھا یا جاتا تھا۔ ابن ہشام، طبری اور ابن کثیر کہتے ہیں: حضرت سہل اور حضرت سہیل حضرت معاذ بن عفراء کی کفالت میں تھے، جب کہ امام بخاری نے انھیں حضرت اسعد بن زرارہ کے زیر کفالت بتایا ہے (بخاری، رقم ۳۹۰۶)۔ آپ کی آمد کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھ گئی تو ایک باقاعدہ مسجد کی ضرورت پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اسی احاطے میں مسجد نبوی تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا اور زمین کی قیمت دریافت فرمائی۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل نے کہا: ہم اللہ سے اس کی قیمت چاہتے ہیں، لیکن آپ نے بلا قیمت جگہ لینی منظور نہ فرمائی۔ آپ کے حکم پر حضرت ابوبکر نے زمین کی قیمت دس دینار ادا کی۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت اسعد بن زرارہ نے یتیموں کو زمین کے عوض بنو بیاضہ میں اپنا باغ دے دیا۔ احاطے میں موجود کھجور کے درخت اور غرقد (شجر یہود) کی جھاڑیاں کاٹ دی گئیں اور جاہلی قبروں کو اکھاڑ دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر کچی اینٹوں سے ہوئی (مصنف عبد الرزاق ۵۱۴۹)۔

وفات

حضرت اسعد بن زرارہ کا انتقال ہجرت کے نو ماہ بعد شوال یکم ہجری (۶۲۳ء) میں ہوا۔ ابھی مسجد نبوی کی تعمیر جاری تھی کہ ان کے گلے میں ایسا زخم ہو گیا جیسے جانوروں میں گل گھوٹو ہوتا ہے (ذبحة: لسان العرب)۔ دوسری روایت کے مطابق ان کا چہرہ سرخ ہو گیا (شوكة: لسان العرب)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ابو امامہ کے بارے میں ملامت نہ کرنا۔ آپ نے ان کے حلق پر گرم لوہے سے داغ لگوایا (کندھے پر: طبرانی) اور فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے دل میں اسعد کی طرف سے کوئی رنج نہ رہے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے ان کے سر پر داغوں کے دو خط کھینچے۔ حضرت ابو امامہ اسعد تھوڑی ہی دیر زندہ رہے، پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ یہود کو تباہ کرے، یہودی اور عرب کے

منافقین کہتے ہیں: پیغمبر تھے تو اپنے صحابی کو اچھا کیوں نہ کر دیا، علاج کیا تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ میں اپنی اور کسی دوسرے کی جان پر قدرت نہیں رکھتا (ترمذی، رقم ۲۰۵۰۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۹۵۵۱۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۸۵۹۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۸۱۹۱۔ احمد، رقم ۱۷۲۳۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۰۸۰۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۰۷۹۔ مصنف عبد الرزاق، رقم ۱۹۵۱۵)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کے مرض الموت میں عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے تو فرمایا: میں تمھیں یہودیوں سے محبت رکھنے سے منع کرتا تھا۔ ابن ابی نے کہا: اسعد بن زرارہ یہود کو برا سمجھتے تھے تو ان کو کیا فائدہ ہوا، یعنی وہ بھی فوت ہو گئے (ابوداؤد، رقم ۳۰۹۴۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۹۰۔ احمد، رقم ۲۱۷۵۸)۔

داغنے پر اعتراض

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، یہ وہ ہوں گے جو شگون نہیں لیتے تھے، دغواتے نہیں تھے، منتر نہیں کراتے تھے اور اپنے رب پر توکل کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۰۸۸۔ شرح معانی الآثار، طحاوی، رقم ۱۷۱۴۱)۔ بارہا ایسا ہوا کہ آپ سے کسی بیمار کو دغوانے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے سکوت فرمایا، دو بار سکوت کرنے کے بعد تیسری دفعہ ارشاد فرمایا: چاہے دغوالو، چاہے سینک لو (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۰۸۴۔ شرح معانی الآثار، رقم ۱۷۱۳۹)۔ ایک روایت میں آپ نے دغوانے سے صریحاً منع فرمایا (شرح معانی الآثار، رقم ۱۷۱۴۳)۔

طحاوی کہتے ہیں: آپ نے دغوانے سے جو منع فرمایا ہے، اس کا اطلاق اس داغنے پر ہوتا ہے جو بیماری آنے سے پہلے اس اعتقاد کے ساتھ کیا جاتا تھا کہ اس سے وبا ٹل جائے گی، یہ شرک ہے (شرح معانی الآثار، طحاوی، رقم ۱۷۱۵۳)۔ خود آپ نے حضرت سعد بن معاذ کو بیمار ہونے کے بعد دو بار داغا (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۰۷۳۔ شرح معانی الآثار، رقم ۱۷۱۴۹)۔ اس وقت یہ طریقۂ علاج رائج تھا۔ آپ نے حضرت ابی بن کعب کو داغنے کے لیے طبیب بھیجا (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۹۵۴۹۔ شرح معانی الآثار، رقم ۱۷۱۴۴)۔ حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن عمر کو لقوہ ہوا تو انھوں نے بھی دغوایا (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۹۵۵۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۰۷۷)۔

تدفین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسعد بن زرارہ کے غسل کے وقت موجود تھے، آپ نے انھیں تین چادروں کا کفن دیا۔ آپ نے مدینہ میں پہلی نماز جنازہ انھی کی پڑھائی، جنازے کے آگے آگے چلے اور تدفین میں شامل ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق وہ جنت البقیع میں دفن کیے جانے والے پہلے مسلمان تھے (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۵۷)۔ طبری کہتے ہیں: حضرت کلثوم بن الہدم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے کچھ دنوں بعد حضرت اسعد سے پہلے وفات پائی۔ مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون انتقال کرنے والے پہلے صحابی تھے۔

قابل فخر جانشین

اسعد بن زرارہ بنونجار کے نقیب تھے، ان کی وفات پر اس خاندان کے چند ارکان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہمارا نقیب فوت ہو گیا ہے، ان کی جگہ پر کسی کو نقیب تجویز فرمائیں، آپ نے ارشاد فرمایا: تم میرے ماموں (ننھیالی) ہو، اس لیے میں خود تمھارا نقیب ہوں (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۵۷)۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ ان میں سے کسی کو ترجیح دیں۔ آپ کے نقیب بننے سے بنونجار کو وہ شرف حاصل ہو گیا جس پر وہ ہمیشہ فخر کرتے تھے۔

اولاد

حضرت اسعد بن زرارہ کی اہلیہ حضرت عمیرہ بنت سہل بھی بنونجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہ مسلمان ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ حضرت اسعد بن زرارہ کی نرینہ اولاد نہ تھی، فریعہ، حبیبہ اور کبشہ، ان کی تین بیٹیاں ہوئیں۔ وفات کے وقت انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی نگہداشت کرنے کی درخواست کی۔ وہ آپ کے کنبے میں شامل ہو گئیں، آپ کی ازواج کے حجروں میں گھومتی پھرتیں۔ آپ نے ہمیشہ ان کا خیال رکھا۔ آپ کے پاس موتی جڑی سونے کی بالیاں، رعاث آئیں تو ان کو پہنا دیں (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۷۵۶۰۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۲۰۹۶۱۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۸۶۰)۔ ان تینوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے اسلام قبول کیا۔

حضرت فارعہ یا فریعہ حضرت اسعد بن زرارہ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ شادی کی عمر کو پہنچیں تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کے حضرت نبیط بن جابر کا رشتہ قبول کر کے ان سے نکاح فرما دیا۔ان کا بیٹا ہوا تو آپ کے پاس لے کر آئیں اور نام رکھنے کی درخواست کی۔آپ نے عبد الملک نام رکھا اور برکت کی دعا فرمائی۔ دوسری بیٹی حضرت حبیبہ کا بیاہ اوس کی شاخ بنو عمرو بن عوف کے حضرت سہل بن حنیف سے ہوا۔ حضرت کبشہ حضرت اسعد کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ان کی شادی بنو عمرو بن عوف کے عبد اللہ بن ابو حبیبہ سے ہوئی۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

[باقی]

"بھوک اور پیاس کی حالت میں چونکہ طبیعت میں کچھ تیزی پیدا ہو جاتی ہے، اِس وجہ سے بعض لوگ روزے کو اُس کی اصلاح کا ذریعہ بنانے کے بجائے، اُسے بھڑکانے کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ وہ اپنے بیوی بچوں اور اپنے نیچے کام کرنے والوں پر ذرا ذرا سی بات پر برس پڑتے، جو منہ میں آیا، کہہ گزرتے، بلکہ بات بڑھ جائے تو گالیوں کا جھاڑ باندھ دیتے ہیں، اور بعض حالتوں میں اپنے زیردستوں کو مارنے پیٹنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔اِس کے بعد وہ اپنے آپ کو یہ کہہ کر مطمئن کر لیتے ہیں کہ روزے میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔" (جاوید احمد غامدی، میزان ۳۶۵)